Al-Qawārīr - Vol: 02, Issue: 04,
July – Sep 2021

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
journal.al-qawarir.com

بیوہ خواتین کے معاشرتی مسائل اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کا حل

Social Problems of Widows and their Solution in the Light of Islamic Teachings

Zahra Shabnum*
M.Phil. Scholar, Lahore Garisson University, Lahore.

Dr.Muhammad Waris Ali*
Assistant professor, Lahore Garisson University, Lahore.

Version of Record
Received: 24-Aug-21 **Accepted**: 17-Sep-21
Online/Print: 30-Sep-2021

ABSTRACT

Women have very much importance in the establishment of a developed society. They have to face many problems. But the helpless widows have miserable situation in the society. Social problems of widows have been highlighted through survey and they have been addressed in the light of Islamic teachings. Both modern and conservative method of research have been used to conduct the research. Problems have been identified by the survey and personal interviews whereas the solution has been given with the help of Qura'n and Sunnah. It can be concluded that if Islamic teachings are adopted the problems of the hepless widows can be solved. There are so many sourses to solve these problems but there is lack of education in the society that is needed urgently.

***Key words**: Helpless Widows, Social Problems, Islamic teachings, Qura'n, Sunnah.*

رسول اللہ ﷺ کی اس دنیا میں بعثت سے قبل عورت پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے جاتے تھے۔ جاہل لوگ اسے اپنے ظلم کا تختۂ مشق بنائے ہوئے تھے۔ خاص کر اگر کسی عورت کا شوہر مر جاتا تو شوہر کے گھر والے اس کے مال کی طرح اس کی بیوی کے بھی زبردستی وارث بن جاتے۔ خود اپنی مرضی سے عورت سے نکاح کر لیتے یا اپنے بھائی بھتیجے سے اس کا نکاح کر دیتے۔ حتیٰ کہ بسا اوقات سوتیلا بیٹا

CC BY

تک اپنے مرنے والے باپ کی بیوہ سے شادی کرلیتا اور اگر چاہتے تو کسی بھی جگہ اس کی شادی نہ ہونے دیتے اور وہ ساری عمر یونہی گزارنے پر مجبور ہوتی اور یہ کب ہوتا۔ جب وہ ایک سال تک اپنے شوہر کی پُر مشقت عدت کسی ویران جگہ میں بھیڑ اور بکریوں کے ساتھ رہ کر گزار چکی ہوتی۔ اسلام نے اس ظلم کو ختم کیا اور بیوہ کے حقوق اور اسے آزادی دینے کی سختی سے تاکید کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ۭ وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾[1]

"اے ایمان والو! تمھیں حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کو ورثے میں لے بیٹھو، انھیں اس لیے روک نہ رکھو کہ جو تم نے انھیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ لے لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کوئی کھلی بُرائی اور بے حیائی کریں۔ ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بود و باش رکھو۔ گو تم انھیں ناپسند کرو۔ لیکن بہت ممکن ہے تم کسی چیز کو ناپسند جانو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت بھلائی کر دے۔"

یہ آیت اور اس قسم کی دیگر آیتیں نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے ان کی حق تلفی سے سخت منع فرمایا ہے اور ان پر سے ظلم کا خاتمہ فرمایا۔

اس مقالہ میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بے سہارہ بیوہ خواتین کے مسائل کی نشاندہی کی گئی ہے اور اس بارے میں سروے کے ذریعے معلومات بھی جمع کی گئی ہیں اور ان کا تجزیہ اسلامی تعلیمات کی مدد سے کیا گیا ہے۔ سروے کے لئے دار الامان اور بے سہارہ عورتوں کے مراکز کا انتخاب کیا گیا جن میں لاہور کا دارالامان اور سراجیہ نعیمیہ کا ہاسٹل اور ضلع ننکانہ کا مرکز اہم ہیں۔ بے سہارہ بیوہ عورتوں کے مسائل جو سروے کی روشنی میں سامنے آئے ان میں بیوہ عورتوں کو زبردستی نکاح ثانی سے روک رکھنا، ان کو ضروریات زندگی سے محروم رکھنا، بدسلوکی سے پیش آنا، عزت واحترام نہ ہونا، بناؤسنگار پر پابندی وغیرہ اہم ہیں۔

نکاح ثانی سے روکنا

ہمارے معاشرے میں اب بھی جاہلانہ رسوم پائی جاتی ہیں۔ جائیداد کی خاطر لوگ بیوہ کو دوسری شادی کرنے سے روک لیتے ہیں یا پھر زبردستی خود نکاح کر لیتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر بیوہ کی شادی کہیں باہر ہو گئی تو یہ اپنی جائیداد بھی ساتھ لے جائے گی۔

سروے کے دوران یہ بات معلوم ہوئی کہ ضلع ننکانہ کے ادریس صاحب کے چچا وفات پا گئے۔ اس کی چچی کی کافی زیادہ عمر تھی وہ اپنے میکے جانا چاہتی تھی مگر ادریس صاحب نے اس کو زبردستی روک لیا کیونکہ چچا کی کافی زیادہ جائیداد چچی کے نام تھی۔ اس نے سوچا کہ اگر چچی چلی گئی تو جائیداد بھی چلی جائے گی۔ لہٰذا اس نے لالچ میں آکر رسول بی بی جو اس کی چچی تھی سے نکاح کر لیا اور اس کو اپنے گھر میں ہی روکے رکھا۔ چونکہ ادریس صاحب کی عمر زیادہ نہ تھی۔ اس نے بعد میں اپنی عمر کی لڑکی سے بھی شادی کر لی اور چچی کو بھی روکے رکھا۔ جب کہ چچی کی کوئی اولاد بھی نہ تھی۔[2] اسلام نے ایسی رسومات سے منع فرمایا ہے لیکن ہمارے معاشرے میں اب بھی لوگ بیوہ عورتوں کو زبردستی روک لیتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ ناانصافی کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی اس طرح نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تین آدمیوں کی مدد اللہ کے ذمہ ہے۔

۱۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔

۲۔ وہ غلام جو ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہو۔

۳۔ پاک دامنی کی خاطر نکاح کرنے والا۔"[3]

اس سے معلوم ہوا کہ بے سہارہ بیوہ عورتوں کے نکاح کا اہتمام کرنے والے کی اللہ کی طرف سے مدد کی جاتی ہے لہٰذا ہمیں اس بارے کوشش کرنی چاہئے کیونکہ اسلام نے بیوہ کے جو حقوق عطا کیے ہیں، ان میں سب سے پہلی بات تو یہی ہے کہ وہ دوبارہ نکاح کر کے پھر سے عزت وآبرو کی زندگی گزارے۔ جس سے وہ خاوند کی وفات کے باعث محروم ہو گئی تھی۔

افسوس کہ مسلمانوں میں ایسے خاندان بھی ہیں جو دوسری جاہل قوموں کے زیر اثر بیوہ کے نکاح کو معیوب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کا حکم دیا ہے۔ ہاں اگر کوئی شرعی عذر کی بناء پر نکاح نہ کرے تو وہ الگ بات ہے۔

اگر سوچے کہ نکاح ثانی سے لوگ انگلیاں اُٹھائیں گے۔ یہ اللہ کے مقابلہ میں لوگوں کو زیادہ اہمیت دینا ہے۔ یاد رکھیے لوگوں کے ڈر سے حلال چیز کو حرام کر لینا بے دینی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ نکاح ثانی کی اجازت عورت کے لیے ایک رحمت ہے کہ وہ بیوگی کے غم سے باہر نکل آئے اور دوبارہ سہاگنوں کی طرح پُر سکون زندگی گزارے۔ بیوہ کو ہمیا پنے نکاح کے معاملے میں پورا اختیار ہے۔ بیوہ کو ولی کی ضرورت بھی نہیں۔ وہ معروف طریقہ سے جو رشتہ مناسب سمجھے وہاں نکاح کر سکتی ہے۔ بیواؤں کی مدد کرنے کی بڑی فضیلت ہے اور ان کے بارے میں یہ بھی ہے کہ ان کی مرضی کے مطابق ان کے نکاح کا انتظام کیا جائے۔

ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

لاَ تُنْكَحُ البِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ، وَلاَ الثَّيِّبُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ[4]

کنواری لڑکی کا نکاح نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے اجازت نہ لی جائے اور بیوہ کا نکاح نہ کیا جائے جب تک اس سے حکم نہ لیا جائے۔

اس سلسلے میں ہماری رہنمائی سیرت طیبہ سے بھی ملتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک کے علاوہ تمام شادیاں بے سہارا، مطلقہ اور بیوہ عورتوں سے کیں۔

ان تمام واقعات اور سیرت نبی ﷺ سے بھی ہمیں نکاح ثانی کا ثبوت ملتا ہے۔ آج کل اگر کوئی بیوہ نکاح ثانی کر لے تو اس کی طرف انگلیاں اُٹھائی جاتی ہیں اس کا جینا دوبھر کر دیا جاتا ہے۔ نکاح ثانی کوئی عیب کی بات نہیں ہے بلکہ یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ اگر کوئی بے سہارا ہو جائے تو اس کو سہارا دینے کے لیے اپنے نکاح میں لے آئیں اور اس کی حفاظت کریں۔ آپ ﷺ نے مطلقہ اور بیواؤں سے نکاح فرما کر اس سے مطلق جاہلانہ رسوم کو ختم کیا۔ خود عمل کر کے دکھایا کہ بے سہارہ اور بیوہ خواتین سے نکاح کیا جا سکتا ہے اور وہ جہاں چاہیں اپنی مرضی سے نکاح ثانی کر سکتی ہیں۔

حُسن سلوک نہ کرنا

بے سہارا بیوہ عورتوں کا ایک مسئلہ اور مشکل یہ ہوتی ہے کہ ان کے ساتھ گھر میں اور گھر سے باہر اچھا سلوک نہیں کیا جاتا۔ سروے کے دوران ایک بیوہ عورت سے جب انٹرویو کیا گیا تو وہ اس دکھ کو بیان کرتے ہوئے رونے لگی کہ فیملی میں رشتہ دار طعن و تشنیع کرتے ہیں اور باہر نکلیں تو گلی محلے کے لوگ بھی طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں جس کی وجہ سے میری تو زندگی اجیرن ہو چکی ہے۔[5]

جبکہ اسلام میں، بیوہ کے ساتھ حُسن سلوک اور ہمدردی کرنا ان کے بگڑے کام بنانے کی کوشش کرنا اور ان کی عزت کرنا ہر مسلمان کے لیے اجر و ثواب کا باعث ہے۔ "صحیح بخاری" میں ہے عمر بن میمونؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ :

"حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا:

> اگر خدا نے مجھے سلامت رکھا تو میں عراق کی بیوہ عورتوں کو اتنا خوشحال کر دوں گا پھر وہ میرے بعد کبھی بھی کسی کی محتاج نہ ہوں گی۔"[6]

"زید بن اسلمؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطابؓ کے ساتھ بازار کی طرف گیا وہاں حضرت عمرؓ کو ایک جوان عورت ملی اور کہنے لگی اے امیر المومنینؓ میرا شوہر مر گیا ہے اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گیا ہے۔ خدا کی قسم ان کے پاس ایک بکری کا پایا بھی پکانے کے لیے نہیں ہے نہ ان کے پاس کھیتی ہے نہ دودھ والا جانور میں خفاف بن ایماء غفاری کی بیٹی ہوں میرا باپ صلح حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ اس کے پاس کھڑے ہو گئے فرمایا مرحبا تمھارا نسب تو میرے نسب سے ملتا ہوا ہے۔ پھر آپؓ ایک طاقتور اونٹ کے پاس آئے جو گھر میں بندھا ہوا تھا اس پر دو بوریاں رکھیں انھیں اناج سے بھر دیا اور ان کے درمیان اور کپڑے رکھ دیے۔ پھر اس کی رسی عورت کے ہاتھ میں دے دی اور فرمایا کہ اسے لے جاؤ۔ اس کے ختم ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اس سے بہتر عطا کر دے گا۔ اس پر ایک آدمی نے کہا یا امیر المومنینؓ آپ نے اس عورت کو بہت دے دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: خدا کی قسم میں نے اس کے باپ اور بھائی کو دیکھا کہ انھوں نے ایک مدت تک ایک قلعہ کا محاصرہ کیے رکھا یہاں تک کہ اسے فتح کر لیا۔"[7]

بیواؤں اور مسکین کی خبر گیری کرنے والے کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح قرار دیا گیا ہے۔

حدیث مبارک میں ہے :

> "عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: السَّاعِي عَلَى الأَرْمَلَةِ وَالمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوْ: كَالَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ[8]
>
> نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیواؤں اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ یا فرمایا کہ اس روزہ دار کی طرح ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے۔

ہمارا مذہب مسکین اور بیواؤں کی خبر گیری کرنے والے کو خوشخبری سناتا ہے کہ اس کے لیے بہت اجر و ثواب ہے۔ لہٰذا ہمیں دکھی انسانیت کی مدد کرنا چاہیے۔ ان کی دلجوئی کرنی چاہیے۔ ان سے اچھے طریقے سے پیش آنا چاہیے۔ جب کہ ہمارا معاشرہ اسلام کے الٹ چلتا

ہے۔ بیواؤں کے گھروں سے نکال دیا جاتا ہے۔ ان کی دل آزاری کی جاتی ہے۔ ایسی عورت کا جینا حرام کر دیا جاتا ہے۔ طرح طرح کے لوگ بہتان لگاتے ہیں۔ ایسی ایسی باتیں اس سے کی جاتی ہیں کہ اس عورت کا جینا دوبھر کر دیا جاتا ہے۔ بات بات پر ایسی عورت کی دل شکنی کی جاتی ہے۔ طعن و تشنیع کیا جاتا ہے۔ مختلف قسم کی باتیں کرنے والے لوگ یہ بھی نہیں سوچتے کہ یہ عورت تو پہلے ہی بہت دکھی ہے ہم اس کو مزید دکھی نہ کریں۔ غیر تو غیر اپنے ہی جینا دشوار کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی نیکی کر دیں تو اس کا بار بار احسان جتلایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جو کہ تنگ کرتے ہیں۔ ہدایت دے اور اسلامی قوانین واحکام کو سمجھنے کی توفیق دے۔

آرائش وزیبائش پر پابندی

بیوہ عورت جب اپنی عدت چار مہینے دس دن گزار لے۔ اس کے بعد اس کو پورا حق حاصل ہے کہ وہ شرعی حدود کے اندر آرائش اور زیبائش سے کام لے۔ بیوہ کے بارے میں یہ سمجھنا کہ اب اسے بننے سنورنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ یہ جاہلانہ خیال ہے۔ بیوہ کو بھی اچھا کھانے اچھا پہننے اور خوش رہنے کا اتنا ہی حق حاصل ہے۔ جتنا سہاگن کو ہے۔ قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ[9]

"تم میں جو مر جائیں اور بیبیاں چھوڑ جائیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں پھر جب اُن کی عدت پوری ہو جائے تو تم پر کوئی مواخذہ نہیں اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں شرع کے موافق کریں اور اللہ کو تمھارے کاموں کی خبر ہے۔"

جس عورت کا خاوند وفات پا جائے اس کو عدت کے اندر خوشبو لگانا، سنگھار کرنا، سُرمہ اور تیل بلاضرورت دوا لگانا، مہندی لگانا، رنگین کپڑے پہننا درست نہیں اور صریح گفتگو برائے نکاح ثانی بھی درست نہیں ہے۔ جہاں تک عورت کو زیب وزینت آرائش زیبائش رنگین کپڑے پہننے سے منع کیا گیا ہے وہ صرف عدت کے دوران کی بات ہے۔ عدت کے بعد بیوہ عورت رنگین کپڑے بھی پہن سکتی ہے اور اپنی چار دیواری کے اندر رہ کر زیبائش بھی کر سکتی ہے۔ جیسے دیگر عورتوں کو زیب وزینت کرنے کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح بیوہ خواتین بھی کر سکتی ہیں۔ ان کے لیے کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہے۔

لیکن ہمارا معاشرہ ایسی بیوہ خاتون کا جینا دوبھر کر دیتا ہے۔ جو اچھا لباس پہنے یا کسی تقریب میں شام ہو یا آرائش وزیبائش کرے۔ بیوہ خاتون کو معاشرے میں جینے کا اتنا ہی حق ہے جتنا دیگر خواتین کو حاصل ہے۔ خدارا ایسی عورت کو جینے کا حوصلہ دیا جائے نہ کہ طعن و تشنیع کیا جائے۔ اس کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کیا جائے۔

حقِ وراثت سے محرومی

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں عورتوں کو وراثت سے محروم رکھا جاتا ہے اور بیوہ عورتوں کو بالخصوص اس بارے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے لاہور میں سروے کے دوران ایک خاتون جب بیوہ ہوئی تو اس کے ساتھ بھی کچھ اسی طرح کا سلوک کیا گیا

اس کے شوہر کے مال پر اس کے بھائی نے زبردستی قبضہ کر لیا اور جو رقم اس کے شوہر کے محکمے کی طرف سے ملی تو اس پر بھی قبضہ کر لیا گیا اس کے شوہر کی گاڑی بھی اپنے استعمال میں لے لی گئی اور اس پر ہر طرح سے پابندیاں لگا دی گئیں۔ جبکہ قرآن مجید میں تفصیل سے بیوہ عورتوں کا حصہ متعین ہے یعنی چوتھا یا آٹھواں۔ اور اس کے علاوہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ [10]

"انھیں اس لیے روک نہ رکھو کہ جو تم نے انھیں دے رکھا ہے اس میں سے کچھ لے لو۔"

حضرت ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ:

"زمانہ جاہلیت میں جب کوئی شخص فوت ہو جاتا تو اس کے اولیاء (ورثا) اس کی بیوی کے حق دار ہوتے تھے، اگر وہ چاہتے تو اس کا کہیں نکاح کر دیتے اور اگر چاہتے تو خود اس سے نکاح کر لیتے اور اگر چاہتے تو اس کا کہیں نکاح نہ کرتے اس موقع پر آیت مبارکہ نازل ہوئی۔"[11]

اس آیت میں بتایا گیا کہ کسی شخص کا زبردستی عورت کا وارث بن جانا ناجائز اور حرام ہے، نیز فرمایا:

"اور نہ تم ان کو اس لیے روکو"

اس سے مراد یہ ہے کہ جب بیوہ عورت کسی اور جگہ نکاح کرنا چاہے تو تم اس کو اس سے منع نہ کرو۔ زمانۂ جاہلیت میں بیوہ عورت کے وارث اس کو اپنی مرضی سے کسی جگہ نکاح نہیں کرنے دیتے تھے تاکہ ان کی گرفت سے آزاد ہو کر اپنے مہر کا مطالبہ نہ کرے یا وہ اس عورت کو اس وقت تک نہیں چھوڑتے تھے جب تک وہ اپنے مہر کی رقم ورثاء کو دے کہ اپنی خلاصی نہ کرائے۔[12]

یا پھر وہ عورت ورثاء کی قید میں مر جاتی اور وہ اس کے مرنے کے بعد اس کے مہر کی رقم پر قبضہ کر لیتے تھے۔[13]

علامہ آلوسی حنفی نے لکھا ہے کہ اگر اس آیت میں استثناء متصل ہو تو پھر اس میں بیوہ عورتوں کے ورثاء سے خطاب ہے کہ تم بیوہ عورتوں کے زبردستی وارث نہ بنو اور نہ تم ان کو کسی جگہ نکاح کرنے سے روکو تاکہ تم ان کو دیے ہوئے مہر سے کچھ واپس لے لو۔ سوا اس صورت کے کہ وہ زنا کریں۔ اس کے بعد فرمایا تم ان کے ساتھ نیکی کا سلوک کرو۔[14]

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے جائیداد میں حصے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ[15]

"اور اگر تمھاری اولاد نہ ہو تو تمھارے ترکہ میں سے ان (عورتوں) کا چوتھائی حصہ ہے اور اگر تمھاری اولاد ہو تو تمھارے ترکہ میں سے ان کا آٹھواں حصہ ہے، تمھاری وصیت پوری کرنے اور تمھارا قرض ادا کرنے کے بعد۔"

اس آیتِ مبارکہ میں بیوہ عورتوں کا حصہ مقرر فرمایا گیا ہے کہ بیوہ عورت کا چوتھا حصہ ہے۔ اولاد نہ ہونے کی صورت میں۔ اگر شوہر کی اولاد بھی ہو تو بیوہ کا آٹھواں حصہ ہے۔ قرآن پاک میں بیوہ کا باقاعدہ طور پر حصہ مقرر کر دیا گیا ہے اور جو کوئی حق دار کو اس کا حق نہ دے اس کے لیے سخت وعید ہے۔

جس نے میراث کے احکام میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرائض میں سے کسی فرض میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی اور اس نے حلال سمجھ کر وراثت کی حدود سے تجاوز کیا۔ اللہ اس کو دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے داخل کر دے گا۔[16]

امام محمد بن یزید ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

"حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں: جو شخص کسی وارث کی میراث سے بھاگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جنت سے اس کی وراثت کو منقطع کر دے گا۔"[17]

مندرجہ بالا آیات اور احادیث سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیوہ عورتوں کی حق تلفی سے سخت منع فرمایا اور ان پر سے ظلم کا خاتمہ کیا اور قرآن میں ان کے حقوق متعین فرمائے۔ اس سے متعلق دیگر احادیث بھی مذکور ہیں۔ جیسا کہ ابن ماجہ کی روایت ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: جَاءَتْ امْرَأَةُ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ بِابْنَتَيْ سَعْدٍ إِلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَاتَانِ ابْنَتَا سَعْدٍ، قُتِلَ مَعَكَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَإِنَّ عَمَّهُمَا أَخَذَ جَمِيعَ مَا تَرَكَ أَبُوهُمَا، وَإِنَّ الْمَرْأَةَ لَا تُنْكَحُ إِلَّا عَلَى مَالِهَا، فَسَكَتَ النبي - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - حَتَّى أُنْزِلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ، فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَخَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ، فَقَالَ: "أَعْطِ ابْنَتَيْ سَعْدٍ ثُلُثَيْ مَالِهِ، وَأَعْطِ امْرَأَتَهُ الثُّمُنَ، وَخُذْ أَنْتَ مَا بَقِيَ"[18]

حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن الربیعؓ کی بیوہ سعد کی دونوں بیٹیوں کے ساتھ خدمتِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئی اور کہتی ہیں کہ یہ دونوں بیٹیاں سعد بن ربیعؓ کی ہیں جو آپ ﷺ کے ساتھ غزوۂ اُحد میں شہید ہوگئے ہیں۔ اب ان کے چچا نے ان کے باپ کا سارا ترکہ لے لیا ہے۔ اور کسی عورت سے اس کے مال کے بغیر کوئی شادی نہیں کرتا تو نبی کریم ﷺ خاموش رہے۔ جس پر آیتِ میراث نازل ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان کے چچا کو بلا کر فرمایا کہ سعدؓ کی دونوں بیٹیوں کو دو تہائی حصہ دو اور اس کی بیوہ کو آٹھواں، اس کے بعد جو بچے وہ تمھارا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دوسروں کی حق تلفی کرنے سے محفوظ فرمائے اور دوسروں کا مال کھانے سے بچائے۔

زندگی کے نشیب و فراز میں ہر فرد کو بہت سے حوادث اور نازک معاملات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ جس سے نبرد آزما ہونے کے بعد بعض اوقات افراد اور ان کے خاندان والے تیار نہیں ہوتے۔ اسی طرح بیوگی کے بعد بیوہ خواتین کو جن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان میں بیوہ کے لیے سکونت اور معاش کا مسئلہ انتہائی اہم ہے۔ اگر بیوہ کے بچے بھی ہوں تو ایسی عورتوں کے ایسے مسائل کئی گنا بڑھ جاتے ہیں۔

سروے سے یہ بات سامنے آئی کہ بہت سے والدین اس حیثیت میں نہیں ہوتے کہ وہ اپنی بیوہ بیٹی کی رہائش اور نان و نفقہ کا بوجھ اُٹھا سکیں۔ اسی طرح بھائی بھی شادی کے بعد بعض اوقات اتنی استطاعت کے حامل نہیں ہوتے کہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ساتھ بہن اور اس کے بچوں کا بوجھ بھی برداشت کریں۔ بھابھیوں کے لیے بیوہ یا مطلقہ نند اور اس کے بچوں کو برداشت کرنا ناقابلِ برداشت ہوتا ہے۔ اور ان کا وجود ناقابلِ برداشت اور انتہائی ناگوار محسوس ہوتا ہے۔ گھر کی وسعت مکینوں کی تعداد کے لحاظ سے تھوڑی ہوتی ہے۔

بعض اوقات گھروں میں تو گنجائش ہوتی ہے لیکن دل تنگ پڑ جاتے ہیں۔ مطلقہ یا بیوہ خاتون جہاں اپنا گھر ٹوٹنے سے پریشان ہوتی ہے وہیں اسے میکے میں آنے کے بعد بھی خوشگوار احساس اور توجہ نہیں ملتی۔ ایسے میں خواتین بعض اوقات یا تو خودکشی کے اقدام کرتی ہیں یا پھر کسی ایسے ادارے میں پناہ لیتی ہیں جہاں انھیں سر چھپانے کو چھت میسر آسکے۔[19]

دورانِ تحقیق مختلف سرکاری اداروں اور خواتین کے حقوق کے لیے کام کرنے والی مختلف فلاحی تنظیموں کے زیر اہتمام چلنے والے اداروں کے سروے سے یہ بات سامنے آئی کہ ان اداروں میں پناہ کے حصول کے لیے آنے والی خواتین کے پاس بعض اوقات سر چھپانے کو کوئی چھت نہ تھی۔ رہنے کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ جہاں وہ طلاق یا بیوگی کے بعد اپنی عزت کو سمیٹ کر اپنے بچوں کا تحفظ کر سکتیں۔ بہت سی خواتین کے والدین اور بہن بھائیوں نے بے سہارا ہونے کے بعد ان سے ہر طرح کا رشتہ توڑ لیا کہ کہیں بیٹی ان پر بوجھ بن کر نہ بیٹھ جائے۔ سروے کے دوران جامعہ سراجیہ نعیمیہ میں رہائش پذیر ساجدہ پروین جو کہ بیوہ ہو گئی تھی۔ اس کی ایک بیٹی بھی ہے اس کا کہنا ہے کہ شوہر کا اپنا گھر نہیں تھا۔ سسرال والوں نے نکال دیا۔ بہن بھائیوں نے تعلق توڑ دیے۔ رہنے کو کوئی چھت نہ تھی۔ میڈم کی مہربانی سے اب جامعہ میں رہ رہی ہوں۔ جامعہ کی صفائی وغیرہ کرتی ہوں۔ رہنے کو ٹھکانہ ملا ہے اور یہاں میری اور میری بچی کی عزت محفوظ ہے۔ ایک بہن ہے جو کہ معذور ہے اس کی ذمہ داری بھی میرے اوپر ہے۔ اس کے بعد اخراجات بھی پورے کرتی ہوں۔ میری حکومت سے اپیل ہے کہ مجھے رہنے کے لیے کوئی ٹھکانہ دے دے تاکہ میں اپنی بیٹی کے ساتھ زندگی کے چار دن سکون سے اپنے گھر میں گزار سکوں اور اپنی معذور بہن کی خدمت کر سکوں۔[20]

ایک عورت پورے خاندان کی عزت و ناموس ہوتی ہے لہٰذا اس کے تحفظ کی ذمہ داری بھی پورے خاندان پر عائد ہوتی ہے۔ اگر کوئی بے سہارا خاتون ہے تو اس کی ضروریات پورا کرنا تمام خاندان کی ذمہ داری ہے۔ نیز خاندان کی عورتوں کو بھی ایسی عورت کی ضروریات پورا کرنے پر اپنے مردوں کو ترغیب دینی چاہیے۔ نیز انھیں چاہیے کہ وہ اس کے دُکھ سکھ میں شریک ہوں۔ ان کی ہمدردی اور دلجوئی کریں۔ ان کے عزت احترام کو ملحوظ رکھیں اور اپنی ضروریات کو روک کر یا کم کر کے ان کی ضروریات کو ترجیح دیں۔ کیونکہ رب کریم نے بے سہارا افراد کے لیے خاندان کو سکون و آرام اور ٹھنڈی چھاؤں کی گھنی چھتری بنایا ہے۔[21]

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو پسند کرتے ہیں جو دوسروں کی ضروریات کو ترجیح دیتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ[22]

"وہ اپنے دلوں میں تنگی نہیں رکھتے بلکہ اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں گو خود کو کتنی حاجت ہو بات یہ ہے کہ جو بھی نفس کے بخل سے بچا لیا گیا وہی کامیاب ہے۔"

حدیث نبوی ﷺ ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لاَ يَظْلِمُهُ، وَلاَ يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ القِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ القِيَامَةِ.[23]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے. نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کی مدد چھوڑتا ہے، اور جو اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہو اللہ اس کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہوتا ہے، جو اپنے کسی مسلمان کی پریشانی دور کرتا ہے اللہ اس کی وجہ سے اس سے قیامت کی پریشانیوں میں سے کوئی پریشانی دور کرے گا، اور جو کسی مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالے گا اللہ قیامت کے دن اس کے عیب پر پردہ ڈالے گا۔"

کسی مطلقہ، بیوہ یا بے سہارا عورت کے اولیاء کو اپنی بہن بیٹی کی کفالت کرنے کو اپنی ذمہ داری اور ایک نیکی سمجھنا چاہیے اور اس سے کترانے یا بیزار ہونے کی بجائے اسے آخرت کا توشہ بنانا چاہیے۔ بیٹیوں یا بہنوں سے حُسن سلوک کا تقاضا صلہ رحمی بھی کرتی ہے۔

خاندان کے افراد کو اس حوالے سے شعور دینا، ان کی ذہن سازی کرنا بھی انتہائی اہم کام ہے تاکہ خاندان کی بے سہارا خواتین کے حقوق و مسائل کا تحفظ ہو سکے۔ یقیناً یہ بہت بڑا جہاد ہے۔

ایک اور اہم بات اگر ہم کسی کی مدد کر رہے ہیں تو ہمیں اس کا احسان نہیں جتلانا چاہیے۔ نیکی کو نیکی سمجھ کر ہی کیا جائے۔ مجبور بے بس انسان کی مجبوری سے فائدہ نہیں اُٹھانا چاہیے یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ ہم نے اس کی مدد کی ہے تو بدلے میں یہ بھی ہمارا کوئی کام کرے۔ اگر کسی کے ساتھ نیکی کرنی ہے تو صرف اور صرف خدا کی رضا کے لیے کریں۔ اس کا اجر اللہ تعالیٰ سے ہی مانگیں نہ کہ بے سہارا لوگوں سے کیونکہ جو انسان خود پریشان حال ہے مجبور ہے وہ کسی کے کیا کام آسکتا ہے۔ ہاں البتہ ایسے لوگ دوسروں کو دعا دے سکتے ہیں ہمیں ایسے بے سہارا لوگوں کی مدد کر کے اسے بار بار جتلانا نہیں چاہیے اور نہ ہی شرمندہ کرنا چاہیے کہ ہم نے تمھاری مدد کی ہے تو اب تم ہمارے غلام ہی بن جاؤ۔ مشہور کہاوت ہے:

"نیکی کر دریا میں ڈال"

یعنی اگر کوئی نیکی کی ہے تو اس کا پیچھا نہ کیا جائے اس کا بدلہ نہ مانگا جائے بلکہ اللہ کی رضا کے لیے کی جائے۔ محنت مزدوری کر کے بے سہارا خواتین اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ تو پال لیتی ہیں۔ اہم مسئلہ ان کے لیے رہائش کا ہوتا ہے اس سلسلے میں اگر خاندان کے افراد حکمت و فراست سے کام لیں تو خاندان کے بہت سے بے سہارا جن میں بیوہ، مطلقہ، یتیموں اور بے سہارا بزرگوں کا بہتر انداز میں حل ہو سکتا ہے۔

خاندان کے عقل مند و صاحب فہم و فراست لوگ اگر عام حالات ہی میں یہ طے کر لیں کہ خاندان کے ہر گھرانے سے ہر ماہ ایک مخصوص رقم ایک اکاؤنٹ میں جمع کروائی جائے اور مخصوص رقم کا تعین خاندان کی معاشی حیثیت کو دیکھ کر کر لیا جائے تاکہ کسی پر بھی زائد بوجھ نہ پڑے۔ کوئی بھی شخص نہیں جانتا کہ کل کو اس کے ساتھ یا اس کے خاندان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ کسی بھی حادثہ کی صورت میں جس بھی خاندان کو معاشی مشکلات درپیش ہوں تو بجائے یہ کہ وہ دوسروں کے ہاتھوں کی جانب دیکھے یا دست سوال دراز کرے ایسی نوبت ہی نہ آئے اور ضرورت بھی احسن انداز میں پوری ہو جائے۔

اس لحاظ سے میرے جاننے والی ایک زینب نامی بیوہ خاتون کا کہنا ہے کہ جب سے اس کے شوہر کی وفات ہوئی ہے تب سے اس کے سسرال والوں میں تمام افراد اس کے اکاؤنٹ میں اپنی اپنی حیثیت سے رقم بھیج دیتے ہیں۔ خاص کر اس کے سسر اور دیور اس کے ہاتھ میں رقم نہیں دیتے بلکہ اس کے اکاؤنٹ میں بھیجتے ہیں یہ بات سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اس کے بچوں کا بھی بہت خیال رکھا جاتا ہے اور اس کا بھی۔ اگر ہر خاندان میں ایسے افراد ہوں تو ماحول خوشگوار رہے اور کوئی بے سہارا بیوہ خاتون احساسِ محرومی کا شکار نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سب کو ایسا رویہ اپنانے کی توفیق دے۔

بیوہ یا مطلقہ خواتین کو معاشی طور پر خود کفیل کرنے کی بھی خاندانی سطح پر کوشش کی جائے مثلاً ان کو سلائی کڑھائی کے کاموں میں مہارت دلوا کر تمام خاندان کی خواتین کو کہا جائے کہ وہ ان سے کپڑے سلوائیں۔ جو خواتین پڑھی لکھی ہوں ان کے لیے مناسب جاب دلوائی جائے یا محلے والے اپنے بچوں کو ان کے پاس ٹیوشن بھیجا کریں تاکہ ان کی ضروریات پوری ہوتی رہیں اور ان کو کسی سے سوال نہ کرنا پڑے۔

خاندان کی جانب سے ان کی دست گیری ان کے بہت سے دکھوں کا مداوا بن سکتی ہے۔ کسی بھی مشکل وقت میں خاندان کے مجبور اور بے بس افراد کی دست گیری کے لیے ان تمام وسائل سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح کی کوششوں سے بے حد تک مسائل کو حل کیا جاسکتا ہے۔ ان کو چھت بھی مہیا کی جاسکتی ہے اور معاشی مسائل بھی حل ہو سکتے ہیں۔ اُمید کی جاسکتی ہے کہ اگر ہر خاندان اس طرح تھوڑی سی کوشش کرے تو خاندان کی سطح تک کافی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ کسی حکومتی ادارہ یا کسی فلاحی تنظیم کی مدد لینے کی ضرورت بھی نہیں آئے گی۔ خاندان کے افراد پر کسی طرح کا بوجھ بھی نہیں ہوگا اور نہ ہی ان کی انا اور عزتِ نفس مجروح ہوگی بلکہ خاندان پُر وقار انداز میں ان کی کوشش کے ذریعے مؤثر انداز میں ان مسائل کو حل کرنے کا باعث بن سکتا ہے۔

طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا

اگر کوئی بیوہ عورت نکاح ثانی نہ کرے تو معاشرہ کے لوگ اس کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ اس کو نکاح پر مجبور کرتے ہیں۔ اس کو طعنہ و تشنیع کیا جاتا ہے کہ یہ عورت جوان ہے اس کو نکاح کر لینا چاہیے یہ کیوں نہیں کرتی وغیرہ وغیرہ باتیں بنائی جاتی ہے۔ اگر ہم احادیثِ مبارکہ کا مطالعہ کریں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اگر بیوہ عورت نکاح ثانی نہ بھی کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اگر وہ اپنی عزت کی حفاظت کرے جائز طریقے سے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالے بچوں کی اچھی پرورش نگہداشت کرے تو ایسی عورت کے لیے بہت زیادہ اجر و ثواب کا موجب ہے۔ لہٰذا اگر کوئی بیوہ کسی مصلحت کے تحت نکاح نہیں کرتی تو ہمیں اس کو مجبور نہیں کرنا چاہیے بلکہ جہاں تک ممکن ہو۔ اس کی حوصلہ افزائی کرنا چاہیے اس کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔ اس کی بہت بڑھانا چاہیے۔ جہاں تک ممکن ہو اس کے لیے آسانیاں پیدا کی جائیں۔

کیونکہ ایسی خاتون کی حوصلہ افزائی اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ نے بھی کی ہے، اگر بیوہ کسی جائز مقصد کے تحت اپنی بیوگی پر صبر کرے اور اپنے بچوں کی تربیت میں لگی رہے۔ تو اسلام نے اس کا بڑا اجر رکھا ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

أنا وامرأةٌ سَفْعاءُ الخَدَّينِ كهاتينِ يومَ القيامَةِ" وأومأ يزيدُ بالوسطى والسَّبَّابةِ: "امرأةٌ آمَت من زوجِها ذاتُ منصِبٍ وجمالٍ، حبَسَت نفسَها على يتاماها حتى بانُوا أو ماتُوا[24]

"میں اور سوکھے گالوں والی وہ عورت قیامت کے دن ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے وہ حُسن و جمال اور جاہ و عزت والی بیوی جو شوہر کے بعد بیوہ ہو جائے لیکن اپنے ننھے یتیم بچوں کی خاطر رکی رہے۔"

قرآن و حدیث میں یتیموں اور بیواؤں کی مدد کے فضائل بھرے ہوئے ہیں۔ کسی یتیم اور بیوہ کے ساتھ کسی بھلائی کا موقع ملے تو اسے غنیمت سمجھنا چاہیے۔ بشر طیکہ اس میں اپنی کوئی غرض پوشیدہ نہ ہو۔ صرف اللہ کی خوشنودی کے لیے کام کیا جائے اور یہ سوچے کہ اس کا اجر اللہ تعالیٰ سے حاصل ہو گا۔

خلاصہ بحث

اس بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بے سہارہ عورتوں بالخصوص بیوہ خواتین کو عملی طور پر بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان مسائل میں معاشرتی مسائل بہت اہم ہیں کیونکہ معاشرے میں زندگی بسر کرتے ہوئے عام آدمی کو بھی معاشرتی مسائل پیش آتے ہیں لیکن بیوہ کے لئے ان مسائل سے نبرد آزما ہونا اور بھی مشکل ہوتا ہے کہ جب اس کا کوئی سہارہ نہ ہو تو اسے بازار جانے اور اپنے کام انجام دینے پر بھی بہت مشکلات برداشت کرنا پڑتی ہیں جس کا اندازہ اس تحقیق کے دوران کئے جانے والے سروے اور انٹرویوز سے بخوبی ہوا کہ کس طرح بے سہارہ بیوہ عورتوں کے ساتھ ناانصافی کی جاتی ہے اور ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جاہے۔ لیکن اس بات پر توجہ دی جائے تو ان تمام مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام کی تعلیمات کو اگر صحیح معنوں میں ان کی روح کے ساتھ عملی طور پر اپنایا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ سب معاملات اچھے طریقے سے طے نہ پا جائیں۔

سفارشات

اس تحقیق کی روشنی میں درج ذیل سفارشات سامنے آتی ہیں۔

1۔ بے سہارا بیوہ عورتوں کے معاشرتی مسائل کے علاوہ ان کے معاشی، نفسیاتی اور تعلیمی مسائل پر بھی علاقہ کے اعتبار سے تحقیق کی ضرورت ہے۔

2۔ بے سہارا بیوہ عورتوں کے لئے الگ سے عدالتی کاروائی کا اہتمام کیا جانا چاہئے تاکہ ان پر ہونے والے مظالم کا فوری مداوا ہو سکے۔

3۔ ان کے بارے میں سخت قوانین بنائے جائیں تاکہ ان کے حقوق کا تحفظ کیا جا سکے۔

4۔ بے سہارا خواتین کے لئے الگ سے مراکز بنائے جائیں جن میں انہیں باعزت روزگار مہیا کیا جائے۔

5۔ ان کی ضروریات کی تکمیل کے لئے خصوصی فنڈ تشکیل دیا جائے۔

6۔ بے سہارا عورتوں کے مسائل کو کم کرنے کے لئے مردوں کو ایک سے زائد شادی کرنے کے لئے تحریک چلائی جانی چاہئے۔

7۔ معاشرے میں تعلیم کو عام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ لوگوں میں اس بات کا شعور پیدا کیا جاسکے کہ وہ دوسروں کے حقوق پورے کریں اور کسی پر ظلم نہ کریں۔

حواشی، حوالہ جات

1 سورۃ النساء۴:۱۹

2 ذاتی انٹرویو رسول بی بی، ضلع ننکانہ مارچ 2021

3 امام احمد بن حنبل، مسند احمد، ۳۴۷۱

4 محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، الطبعۃ: الأولی، 1422، رقم 6968

5 ذاتی انٹرویو، صغری بی بی، لاہور، بتاریخ 4 جنوری، 2021

6 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، بَابُ قِصَّةِ البَيْعَةِ، وَالِاتِّفَاقِ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، رقم 3700

7 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوۃ الحدیبیہ، رقم الحدیث 4160

8 بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب الساعی علی الارملہ، رقم 6006

9 سورۃ البقرہ۲:۲۳۴

10 سورۃ النساء۴:۱۹

11 سعیدی، غلام رسول، علامہ، ''تبیان القرآن''، جلد ۲، لاہور: فرید بک سٹال، س ن، ص ۶۱۳

12 ابراہیم بن محمد، تفسیر الزجاج، ج ۲، ص ۳۰

13 محمد بن جریر طبری، جامع البیان فی تاویل القرآن، مصر، مکتبہ مصطفی البابی، ۱۳۷۳ھ، ج ۴، ص ۲۰۸

14 سعیدی، غلام رسول، علامہ، ''تبیان القرآن''، جلد ۲، لاہور: فرید بک سٹال، س ن، ص ۳۱۶

15 سورۃ النساء۴:۱۲

16 سعیدی، غلام رسول، علامہ، ''تبیان القرآن''، جلد ۲، لاہور: فرید بک سٹال، س ن، ص ۲۰۱

17 سنن ابن ماجہ، ابواب الفرائض، باب فرائض الصلب، رقم الحدیث: ۲۷۰۳

18 ایضا، رقم الحدیث، ۲۷۲۰

19 سیدہ سعدیہ، ڈاکٹر، ''مطلقہ خواتین کے سماجی و قانونی مسائل''، لاہور: ادارہ اسلامیات، ص ۳۶۵

20 سروے، جامعہ سراجیہ نعیمیہ، لاہور، مارچ ۲۰۲۱ء

21 سیدہ سعدیہ، مطلقہ خواتین کے مسائل، ص ۳۳، ۳۴

22 سورۃالحشر۵۹:۹

23 سنن ترمذی، کتاب الحدود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا جَاءَ فِي السَّتْرِ عَلَى الْمُسْلِمِ، رقم الحدیث:۳۳۵۰۹

24 سنن ابوداود، ابواب النوم، باب فی فضل من عال یتیما، رقم الحدیث:۵۱۴۹